ذلتوں کے مارے

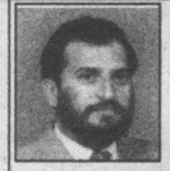

حرف راز

اوریا مقبول جان

orya_m@yahoo.com

گھومتی ہوئی کرسیوں ،بڑی بڑی میزوں ،آراستہ دفتروں اور دروازوں پر کھڑے دربانوں میں بیٹھے ہوئے یہ لوگ جن کے چہروں پر ہر دوسرے لمحے موسم بدلتے ہیں،کبھی مسکراہٹ اور خوشامد کا موسم اور کبھی غصے اور حقارت کی رُت ۔ یہ لوگ ذلت سہنا بھی خوب جانتے ہیں اور موقع ملے تو کسی کی تذلیل سے بھی باز نہیں آتے ، میں نے بچپن کے دنوں سے لیکر آج تک ان کو ہر زاویے سے دیکھا ہے۔ان کی تیز گذرتی گاڑیوں کی دھول کھائی ہے،ان کے دروازوں پر گھنٹوں ملاقات کا انتظار کیا ہے۔ان کیساتھ ایک عام شہری کی طرح گفتگو کی ہے اور پھر ان کے درمیان رہتے ہوئے ان کے لحہ بہ لحہ بدلتے مزاجوں اور چند ثانیوں میں تبدیل ہوتے ہوئے لہجوں کو دیکھا ہے۔ لیکن پتہ نہیں کیوں اس سارے گورکھ دھندے میں مجھے صرف ایک چیز پاؤں میں روندتی ہوئی نظر آتی ہے،صرف ایک متاع ہے جو زخم زخم ہوتی ہے اور وہ ہے انسان کی عزت نفس،آیئے میں اس کھلونے کے ساتھ کھیلتے ہوئے چند منظر ناموں میں لئے چلتا ہوں۔

فائلیں لئے ایک شخص ایک صاحب کی میز کی بائیں جانب کھڑا ہے وہ کچھ صفحات کھول کر صاحب کو دکھا رہا ہے ذرا سی آنکھ میں غصے کی چمک آتی ہے تو اس بیچارے کے ہاتھ تھرتھرانے لگتے ہیں۔محنت سے ترتیب دی ہوئی فائل ہاتھوں سے پھسل کر گرا چاہتی ہے۔ بڑی مشکل سے ضبط کر کے وہ فائل سنبھالتا ہے اور پھر صاحب کے سامنے اپنا کیا ہوا کام رکھنے لگتا ہے۔سامنے چند ایک معززین یا دوست بھی موجود جو کافی یا چائے پینے میں مصروف ہیں۔اچانک کاغذات کی ترتیب، فائل کی تھوڑی سے بے ہنگمی یا پھر کسی کاغذ کے چند سیکنڈ ڈھونڈنے پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے صاحب کو غصہ آتا ہے،عینک اتار کر میز پر پٹخ دی جاتی ہے۔ ہاتھوں میں پکڑی فائل ہوا میں لہراتی ہے اور کبھی ساتھ کھڑے شخص کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور کبھی سامنے رکھی لمبی میز سے پھسلتی ہوئی قالین پر ورق ورق ہوجاتی ہے۔خوف سے کانپتا ،گالیاں سنتا ، اپنے مستقبل سے مایوس وہ اہلکار کاغذ سمیٹتا، معافیاں مانگتا اور آئندہ بہتر کام کرنے کا وعدہ کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن غصہ کم نہیں ہوتا اور پھر ان سب لوگوں کے درمیان ذلت ورسوائی کا داغ لے کر کمرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ ایسے میں کبھی اس شخص کے دل میں کوئی جھانک کر دیکھے تو اس میں ایک ہی خواہش ہوگی کہ اس کی آنکھوں کے کونوں میں جو آنسو چھلک رہے ہیں دریا بن کر امڈ پڑیں اور وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے، کسی گوشہ تنہائی میں کسی ایسے شخص کے سامنے جو اس کا درد جانتا ہو،اسے شرمندہ نہ کرے اور وہ اس کے روبرو اپنا درد بیان کر سکے،اپنا دکھڑا رو سکے،اپنی ذلت کا مداوا کر سکے۔

یہ ایک سائل ہے جو باہر کھڑے چپڑاسی کی جھڑکیاں کھاتا،صاحب کے پی اے کی خوشامدیں کرتا اندر داخل ہوتا ہے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے درخواست آگے بڑھاتا ہے۔ صاحب قلم سے کچھ لکھنے لگتا ہے،اتنے میں وہ زبان کھولتا ہے تو غصے بھری آواز سنائی دیتی ہے۔ تمہیں کس نے کہا بولنے کو، میں نے پوچھنا ہوگا تو خود پوچھ لوں گا۔ درخواست پر ہلکے سے دستخط کر کے ایک طرف پھینک دی جاتی ہے۔سائل کچھ کہنے کیلئے منہ کھولتا ہے۔ تو وہی گرجدار آواز سنائی دیتی ہے بس تم جاؤ۔لیکن سر آپ میری بات تو سنیں۔ میں نے پڑھ لیا ہے جو تم نے لکھا ہے۔تم جاؤ۔ وہ پھر بات کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ صاحب میں کہاں سے پتہ کروں کہ میرا کام ہوا یا نہیں ۔صاحب کے چہرے کا رنگ بدلتا ہے۔ گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ چپڑاسی اندر داخل ہوتا ہے۔صاحب کا مزاج آشنا ہے۔ وہ اس سائل کو بازو سے یا کندھے سے پکڑتا ہے۔ اور یہ کہتا ہوا کہ آؤ میں بتاتا ہوں باہر لے جاتا ہے۔ باہر کی دنیا جہاں اس جیسے کئی اور سائل اسے اس ذلت ورسوائی سے باہر آتے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

یہ مناظر آپ کو ہر صاحب اختیار کے دفتر میں ملیں گے۔ یہ لوگ اپنے سے جونیئر افراد پر برستے ہیں غصے میں گرجتے ہیں ،انہیں کبھی کھڑے کھڑے یہ سب سننا پڑتا ہے اور کبھی بھری میٹنگ میں سب کے روبرو ،ایسے لمحوں میں کوئی نہیں سوچتا کہ اس کی آنکھوں میں جو ضبط کے آنسو ہیں ۔اس کے ماتھے پر جو شرمندگی کا پسینہ ہے یہ سب اسے کس ذلت سے دوچار کر رہا ہے ۔ اپنے ہی ساتھیوں کے سامنے اپنے ہی زیر سایہ کام کرنے والوں کے روبرو، یہ منظر صرف دفتر تک محدود نہیں ہیں ۔ اگر کبھی کسی افسر اعلیٰ کو دفتر سے باہر نکل کر چند سیکنڈ کیلئے گاڑی کا انتظار کرنا پڑ جائے تو رات دن شٹل کی طرح کام کرنے والے ڈرائیور کی شامت آجاتی ہے ۔ ہم کتنے نازک مزاج ہیں کہ دفتر سے نکلنے سے پہلے گھنٹی بجا کر اعلان کیا جاتا ہے ۔ گاڑی لگواؤ گاڑی سٹارٹ ہوتی ہے اور پھر ہماری سواری دفتر سے باہر نکلتی ہے۔میز پر چائے کا کپ غلط رکھنے والے کو، چائے اگر تھوڑی سی پرچ پر گر جائے اس پر، باتھ روم میں تولیہ ڈھنگ سے نہ رکھا ہو اس پر، کسی کلب میں سروس دیر سے ہے اس کی پاداش میں ہم لوگوں کو سرعام ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں اور پھر بڑے فخر سے گردن پھلا کر یہ اعلان کرتے ہیں اگر ان سے محبت سے پیش آؤ تو یہ سر پر چڑھ جاتے ہیں۔

یہ ذلت ورسوائی ہماری سڑکوں اور چوراہوں پر بھی اس قوم کے عام آدمی کا مقدر ہے۔آپ کی گاڑی کے سامنے سے کوئی شہر کی اقدار سے ناآشنا بڑھیا یا بے ضرر بچہ گذر جائے تو گاڑی روک کر اسے گالیاں دی جاتی ہیں ۔اور اگر بس چلے تو ذلت کی انتہا کے لئے دو تھپڑ بھی لگا دیئے جاتے ہیں ۔موٹر سائیکل پر سوار شخص خواہ اپنی بیٹی کے ساتھ ہو یا بیوی کے ساتھ ہم اس کی غلطی پر اسے معاف نہیں کرتے اسے بے عزت کر کے چھوڑتے ہیں۔آپ نے تانگے والے یا ریڑھے والے کو اس کے چھانٹے سے ہی مار کھاتے دیکھا ہوگا۔کبھی کسی گاڑی والے سے اور کبھی پولیس والے سے۔ کسی ادھیڑ عمر سائیکل والے کو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے بیٹے کے سامنے ذلیل ہوتے رسوا ہوتے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہو گا۔

یہ ذلتوں کے مارے اسی دنیا میں سانس لیتے ہیں اور ان کی عزت نفس مجروح کرنے والے بھی اسی دنیا میں لیکن ایک بات طے ہے کہ جب عام آدمی ذلیل ورسوا ہو رہا ہوتا ہے تو چند لوگوں کے دل ضرور آنسو روتے ہیں۔ان کی آنکھیں نم ہوتی ہیں لیکن پچاس سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی مغرور، متکبر اور لوگوں کی عزت نفس کو مجروح کرنے والے پر آفت آئی ، مصیبت آئی ، نوکری گئی ، گرفتاری ہوئی تو پھر کوئی آنکھ رونے والی نہ تھی ، کوئی دل دھڑکنے والا نہ تھا،سب یوں آنکھیں پھیر گئے جیسے یہ تو اس کا مقدر تھا۔ ایسا تو اس کے ساتھ بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔

Society & Social problems 30-12-09

برقی حادثات

آغا بدر الاسلام ابدالی

محکمہ بجلی کے لائن سٹاف کو محکمانہ فرائض کی بجا آوری کے دوران پیش آنے والے برقی حادثات انتہائی تشویشناک ہیں اگرچہ محکمہ افسران وکارکن اس تکلیف دہ سلسلے کا خاتمہ چاہتے ہیں لیکن حادثات ہیں کہ رکنے کا نام نہیں لیتے۔ یوں تو عوام کے گھروں کو روشن کرنے کی خاطر اور صنعت و زراعت کا پہیہ چالو رکھنے کے لئے برقی رو جاری رکھنے کے ذمہ دار واپڈا کارکن موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے فرائض ادا کرتے رہتے ہیں اور خطرے کی تلوار ہر وقت ان کے سروں پر لٹکتی رہتی ہے لیکن جب کسی کو حادثہ پیش آتا ہے تو وہ بہت المناک اور روح فرسا ہوتا ہے مثلاً بجلی کے جھٹکے اور شعلے سے جھلس کر پول سے زمین پر گرنا۔ چالو تار سے چمٹ کر جل جانا۔ جھٹکا لگنے سے بلندی سے زمین پر گر کر سر کی چوٹ یا کسی دیگر کاری ضرب سے ہلاک ہو جانا اور یا پھر زندگی بھر کے لیے معذور ہو جانا۔ یہ حقیقت ناقابل تردید ہے۔ محکمہ بجلی کے لائن سٹاف کے فرائض جتنے پر خطر ہیں اتنے کسی اور شعبے کے نہیں ہیں۔ واپڈا کارکنوں کی اجتماع سودا کاری تنظیم پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک سنٹرل لیبر یونین نے قائد مزدور جناب بشیر احمد بختیار (مرحوم) کی قیادت میں طویل اور مسلسل جدوجہد کے بعد یہ فیصلہ کروا رکھا ہے کہ مکمل حفاظتی آلات مہیا کئے بغیر کوئی افسر کسی کارکن کو چالو برقی لائن پر نہیں چڑھا سکتا اگر کوئی ایسا حکم دیتا ہے تو کارکن اس کی تعمیل سے صاف انکار کر سکتا ہے۔ اس حکم عدولی کے خلاف کسی کارکن کے خلاف تادیبی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ یونین نہ صرف مجاز افسران پر مسلسل دباؤ ڈالتی رہتی ہے کہ وہ کارکنوں کو معیاری اور مکمل حفاظتی آلات فراہم کریں بلکہ سیکرٹری جنرل جناب خورشید احمد صاحب نے فیڈریشن کے وسائل سے سیفٹی اینڈ ہیلتھ کے موضوع پر منعقدہ سیمیناروں، پوسٹروں، کتابچوں، جلسوں وغیرہ کے ذریعے واپڈا کارکنوں میں حفاظتی اقدامات کا شعور اجاگر کیا ہے اسی طرح واپڈا اتھارٹی اس کا شعبہ ابلاغ محب وطن انجینئر صاحبان اور دیگر ذمہ داران افسران بھی اپنے کارکنوں کی زندگیوں کے تحفظ میں بھرپور دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں یونین اور ہر ریجن کے چیئرمین اور دیگر انجینئر صاحبان کے تاون سے ہر سال سیفٹی ڈے منائے جاتے ہیں اور واپڈا کارکنوں کے ساتھ اپنی شفقت ان کی زندگیوں ان کے خاندانوں کی خوشیوں فلاح و بہبود میں دلچسپی اور لگن کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اب یہ امر قابل غور ہے کہ جب واپڈا اتھارٹی ہمارے انجینئر ہماری اجتماعی سودا کار یونین اور خود کارکنان واپڈا بھی فرض کی ادائیگی کے دوران برقی حادثات کا سدباب چاہتے ہیں۔ آخر حادثات کی تعداد میں اضافہ کیوں ہوتا جا رہا ہے اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

سیفٹی کوڈ کے بارے میں لاعلمی

اگرچہ واپڈا اتھارٹی نے سیفٹی کوڈ متعین کر رکھا ہے اور گاہے اور بگاہے لائن سٹاف کو حفاظتی آلات کے استعمال اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا شعور دینے کی محکمانہ طور پر کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن ایک بڑی خامی یہ ہے کہ اسسٹنٹ لائن مین بھرتی کرنے پر کارکن کو باقاعدہ تربیت دینے کا انتظام نہیں ہے اور نووارد اسسٹنٹ لائن مین اپنے لائن مین سے استادی شاگردی کی صورت میں کام اور حفاظتی اقدامات کی معلومات حاصل کرتا ہے اب ہماری نمائندہ تنظیم پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک سنٹرل لیبر یونین کے مطالبے پر ٹریننگ کے انتظامات شروع کئے گئے ہیں جو تاحال ناکافی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ریجن میں ایک ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے جہاں اسسٹنٹ لائن مین کو بھرتی کے بعد ڈیوٹی پر بھیجنے سے پہلے مکمل تربیت دی جائے اور جب وہ اہلیت کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لے تب اسے کام پر بھیجا جائے۔ ہماری یونین کی کوشش سے واپڈا نے مرکزی طور پر ڈائریکٹر سیفٹی اور ہر ریجن میں ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر کرائے ہیں اگر ان کا عملہ وقتاً فوقتاً لائن سٹاف کے پاس جا کر محض خوف و ہراس پھیلانے کے بجائے انہیں تربیت دے اور حفاظتی اقدامات کے سلسلے میں ان کا شعور بیدار کرے تو اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

کارکنوں کے معاشی مسائل

بدقسمتی سے کام کی نوعیت اور پر خطر ذمہ داریوں کے لحاظ سے واپڈا کارکنوں کی تنخواہیں کم ہیں انہیں مزدور قرار دیا جاتا ہے حالانکہ وہ ٹیکنیشن ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ واپڈا لائن سٹاف کی تنخواہیں ان کے فرائض کی نوعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حساب سے مقرر کی جائیں کہ انہیں سکون اطمینان اور معاشرے میں جائز مقام ملے۔

حفاظتی آلات کے نقائص اور کمی

یوں تو واپڈا اتھارٹی کی پالیسی برقی لائنوں میں کام کرنے والے ہر کارکن کو مکمل معیاری حفاظتی آلات کی لازمی فراہمی کا تقاضا کرتی ہے بعض اوقات پر سرخ فیتے کے چکر میں مکمل حفاظتی آلات میسر نہیں ہوتے یا خراب ہو جانے کی صورت میں ان کے فوری تبادلے کا انتظام موجود نہیں ہوتا۔ اسی طرح خریداری کے ذمہ دار افسر کی کوتاہی یا خود غرضی کی بنا پر ناقص ساز و سامان خرید لیا جاتا ہے جو یا تو جلد خراب ہو جاتا ہے یا سرے سے استعمال کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ کچھ عرصہ قبل ایک مقام سے یہ شکایت موصول ہوئی تھی کہ وہاں لائن سٹاف کو ربڑ کے حفاظتی دستانوں کی جگہ دائیوں کے استعمال والے باریک ربڑ کے دستانے فراہم کئے گئے۔

برقی رو کی سمت سے لاعلمی

عموماً کسی سب ڈویژن کے علاقے میں مختلف فیڈروں سے برقی رو آتی ہے اور یا ک فیڈر مختلف سب ڈویژنوں کے علاقے میں گزرتا ہے۔ اسی لئے کسی وقت سٹاف کو علم نہیں ہوتا کہ بجلی کس سمت سے آ رہی ہے حالانکہ یہ معلوم ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ حادثات کا احتمال کم ہو سکے اس لئے بجلی کے کھمبوں پر خاص خاص مقامات پر ایسے نشان لگائے جائیں جن سے برقی رو کی سمت کا علم ہو سکے اور ساتھ ہی فیڈروں کے ناموں کی تختیاں لگائی جائیں تاکہ موقع پر کام کرنے والے لائن سٹاف کو بخوبی علم ہو کہ لائن کدھر سے آ رہی ہے اور کدھر جا رہی ہے۔

نئے نظام کی خرابیاں

پرانے زمانے میں ایس ڈی اوز یا سپروائزر بھرتی کئے جاتے تھے تو انہیں حاضر سروس ایس ڈی او اور سپروائزر کے ساتھ اٹیچ کیا جاتا تھا تاکہ وہ کام کی پیچیدگیوں کے بارے میں تربیت اور آگاہی حاصل کر سکیں آج کل کنٹرکٹ بیسز پر ایس ڈی او سپروائزر رکھنے کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس میں بڑی قباحت یہ ہے نووارد ہونے کے باعث یہ لوگ کام کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتے۔